Regd No L 5254 — بسم اللہ الرحمن الرحیم — رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء — عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

تار کا پتہ:۔ الفضل لاہور — ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹

الفضل

روزنامہ — خطبہ نمبر — لاہور

یوم:۔ چہارشنبہ

شرح چندہ: سالانہ ۲۴ روپے، ششماہی ۱۳ روپے، سہ ماہی ۷ روپے، ماہوار ۲½ روپے — فی پرچہ ۱ آنہ

۲۹ شوال ۱۳۷۱ھ

جلد ۳۹/۶ — ۲۳ وفا ۱۳۳۱ھش — ۲۳ جولائی ۱۹۵۲ء — نمبر ۱۷۳

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا وقت

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے ملاقات کے لئے دفتر ہذا میں اب ۸ بجے صبح نام نوٹ کرانے ضروری ہیں۔ کیونکہ اب دفاتر کے اوقات تبدیل ہوگئے ہیں۔ احباب مطلع رہیں۔ (پرائیویٹ سیکرٹری)

لاہور ۲۲ر جولائی۔ مکرم ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب کی والدہ صاحبہ کی حالت بفضلہ تعالیٰ رو بصحت ہے۔ احباب کامل شفایابی کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور خاص طور پر دعا فرماویں۔

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۱ر جولائی۔ (بذریعہ ڈاک) سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

لاہور ۲۲ر جولائی۔ مکرم نواب محمد عبداللہ خاں صاحب کی طبیعت نسبتاً اچھی ہے۔ بخار کم ہو رہا ہے۔ لیکن دل کی حالت ابھی قدرے بہتر ہے۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا جاری رکھیں۔

ربوہ ۲۱ر جولائی۔ صاحبزادہ مرزا نعیم احمد صاحب ابن حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ کی طبیعت دل کے دوروں کے باعث ناساز ہے۔ احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کریں۔

ابتلاؤ آزمائش کے موجودہ ایام میں خدا تعالیٰ سے اپنا تعلق اور زیادہ استوار کرو

خطرے کے وقت جس طرح بچہ اپنی ماں کی طرف بھاگتا ہے تم بھی اسی طرح خدا تعالیٰ کی طرف دوڑ کر جاؤ

خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱ر جولائی میں سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد

ربوہ ۲۰ جولائی (بذریعہ ڈاک) سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۱ر جولائی ۵۲ء کو خطبہ جمعہ ارشاد کرتے ہوئے احباب جماعت کو ایک مرتبہ پھر "صبر و صلوٰۃ" کے ذریعہ موجودہ ابتلاء کا مقابلہ کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ حضور نے فرمایا جس طرح خطرے اور خوف کے وقت بچہ اپنی ماں کی طرف بھاگتا ہے۔ تم بھی ابتلاء و امتحان کے موجودہ ایام میں خدا تعالیٰ کی طرف دوڑو۔ کیونکہ خلق کے راندے ہوؤں کی پناہ صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ دوران خطبہ میں حضور نے احباب جماعت کو ان کی ذمہ واریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے متنبہ فرمایا کہ اگر تم نے دین کی خاطر دنیا سے بھی بگاڑ لی۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف بھی رجوع نہ کیا تو پھر تمہیں مزید مشکلات کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ حضور نے نمازیں استوار کر کے پڑھنے رمضان کے علاوہ دوسرے ایام میں بھی روزے رکھنے اور زکوٰۃ کے علاوہ زائد صدقات دینے کی بھی تاکید فرمائی ــــ خطبہ کا خلاصہ اپنے الفاظ میں درج ذیل ہے:۔

حضور نے خطبہ جمعہ میں فرمایا ان دنوں مخالفین سلسلہ سے جو مقابلہ ہو رہا ہے۔ اس کا علاج قرآن کریم نے یہی فرمایا ہے۔ کہ فاستعینوا بالصبر والصلوٰۃ یعنی ایک تو تم صبر کا جوہر دکھاؤ۔ مصائب برداشت کرو۔ تکالیف اٹھاؤ۔ اور دوسرے تم اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرو۔ اور نمازیں سنوار کر پڑھو کیونکہ جب بنی نوع انسان کسی کو دھتکار دیتے ہیں۔ تو اس کی پناہ صرف خدا تعالیٰ ہی ہوتا ہے۔ جس قدر لوگ تم پر خفا ہوتے ہیں۔ درحقیقت اتنا ہی دنیا یہ فیصلہ کرتی ہے۔ کہ تم ہمارے غلام ہو۔ اگر تمہیں کسی کی احتیاج نہیں۔ اگر تمہیں کسی سے ناواجب محبت نہیں۔ اگر تمہیں کسی کا ناواجب ڈر نہیں۔ تو دشمن تمہارے خلاف شور کیوں کرتا ہے؟ آخر وہ شور تمہارے ڈرانے کے لئے ہی کرتا ہے۔ لیکن اگر تم یہ سمجھتے ہو۔ کہ تمہیں اس کا کوئی ڈر نہیں۔ تو وہ تمہیں ڈرائے گا کیوں؟ ایک شخص اگر دوسرے شخص کے ڈرانے کے نتیجہ میں نماز شروع کر دیتا ہے۔ تو وہ کہتا ہے۔ میں کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔ میں بندۂ خدا ہوں۔ اور بندۂ خدا کو کسی انسان کا کیا ڈر؟ پس جب تمہیں لوگ ڈراتے ہیں۔ تو تم خدا تعالیٰ کے سامنے جھک جاؤ۔

حضور نے فرمایا۔ دیکھو ایک نادان اور کم عقل بچہ بھی جب اسے کوئی ڈراتا ہے۔ تو اپنی ماں کے پاس بھاگ جاتا ہے۔ اور ماں خواہ کتنی ہی کمزور ہو وہ اس کے پاس جا کر اپنے آپ کو محفوظ خیال کرتا ہے۔ کیا ایک مومن کو خدا تعالیٰ پر اتنا یقین بھی نہیں ہو سکتا۔ جتنا ایک بچہ کو ماں پر ہوتا ہے۔ اگر تمہیں خدا تعالیٰ سے ماں جتنی بھی محبت ہے۔ تو تم کسی کے ڈرانے پر فوراً خدا تعالیٰ کے پاس بھاگ آؤ گے۔ اگر تم نے دنیا سے بھی بگاڑ لی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے پاس بھی نہیں جاتے تو تمہارے لئے ناکامی مقدر ہے۔ تم اپنے نفس کو آہستہ آہستہ ان مشکلات اور مصائب میں ڈالو۔ جن کے بعد روحانی درجات ملتے ہیں۔ پھر مزید ترقی کرو۔ تا خدا تعالیٰ کا فضل تم پر نازل ہو۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے۔ تو تمہیں وہ نتیجہ نہیں مل سکتا۔ جو قربانی کے بعد ملتا ہے۔ پس تم ان راستوں پر چلو۔ کہ جن راستوں پر چل کر تم اعلیٰ مقام حاصل کر سکتے ہو۔ تم اپنی نمازوں کو سنوارو۔ تہجد میں شغف پیدا کرو۔ اور آہستہ آہستہ اس بات کی عادت ڈالو۔ کہ رمضان کے علاوہ دوسرے ایام میں بھی روزے رکھو۔ نیز زکوٰۃ کے علاوہ زائد صدقہ دینے کو بھی اپنا شعار بناؤ۔ اور ہمسایوں کی طرف توجہ بھی کرو۔

حضور نے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔ یہ مصائب تو عارضی ہیں۔ بڑی چیز خدا تعالیٰ کا ملنا ہے۔ اگر کوئی مصیبت نہ بھی ہو۔ تب بھی خدا تعالیٰ کو پانے کی سعی لازم ہے۔ اگر کوئی اپنی مصیبت ٹلانے کو عبادت کا مقصد قرار دے لیتا ہے۔ تو یہ نہایت ادنیٰ اور ذلیل بات ہے۔ اگر خدا خدا ہے۔ اور مذہب مذہب ہے۔ تو خدا تعالیٰ کے سامنے سب نعماء حقیر ہیں۔ اصل چیز خدا تعالیٰ کو خوش کرنا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے ان قربانیوں کی ضرورت ہے۔ جن سے خدا تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ لیکن ہمارے نوجوانوں میں عام طور پر دین کی محبت نہیں۔ وہ نمازوں میں سست ہیں۔ اس سے تمہاری نسل خدا تعالیٰ کا قرب کیسے حاصل کر سکتی ہے۔ اگر تم اپنی اولاد کی تربیت نہیں کرتے تو خدا تعالیٰ کے قرب سے محروم رہ جاؤ گے۔ اگر تم خدا تعالیٰ کو پانے کی کوشش نہیں کرتے اور اسی راستہ پر قدم نہیں رکھتے۔ جس پر چلنے سے خدا ملتا ہے اور پھر بھی امید رکھتے ہو۔ کہ چونکہ تم اس جماعت میں ہو۔ جو خدا تعالیٰ تک پہنچاتی ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ تمہیں مل جائیگا۔ تو تم غلطی پر ہو۔ تمہاری آوازوں سے دنیا کا گوشہ گوشہ گونج جانا چاہیئے۔ گھروں سے قرآن کریم پڑھنے کی اس قدر آوازیں آنی چاہئیں کہ دنیا حیران ہو جائے تم روحانیت پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ تہجد اور نوافل پڑھنے کی عادت ڈالو۔ تا کہ ہماری جماعت اس مرکز پر جمع ہو جائے جو دنیا میں اصل روحانیت کا سرچشمہ ہے۔ اگر

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے پاکستان پرنٹنگ ورکس میں طبع کرا کر ۴۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا۔

روزنامہ — الفضل — لاہور
مورخہ ۲۳ جولائی ۱۹۵۲ء

فنِ تحریف

مودودی ذہنیت کا مسلمہ اصول ہے کہ سیاق و سباق سے عبارت علیحدہ کر کے اس میں اپنے من گھڑت الٹے معنے بھر دیتے ہیں غیاث اسی طرح جس طرح مسخرے غالب نے کہا ہے ؎

لا تقربوا الصلوٰۃ زنہیم بخاطر است
وز امر یا دمانده کلوا و شربوا مرا

یعنی نہی سے مجھے صرف لا تقربوا الصلوٰۃ (نماز کے پاس نہ پھٹکو) اور امر سے صرف کلوا و شربوا (کھاؤ پیئو) یاد رہ گیا ہے۔ غالب نے تو تمسخر سے یہ کہا ہے۔ مگر مودودی صاحب نے قرآن پاک کے ساتھ بڑی صالحانہ سنجیدگی کے ساتھ یہ کھیل کھیلا ہے۔

پھر آپ کا نظریہ اشاعت اسلام یہ ہے کہ

پہلے تلوار سے قلبہ رانی کی جائے اور پھر تبلیغ کا بیج بویا جائے

آپ کے نظریہ کے مطابق اسلامی جماعت کا فرض ہے کہ پہلے تلوار کے زور سے جول تول کر کے ایک ملک پر قبضہ کر لے۔ اور پھر زیادہ طاقت پیدا کر کے غیر مسلموں کی حکومتیں بزور شمشیر چھین کر وہاں اسلامی سٹیٹ قائم کرے۔

مودودی صاحب نے اپنے اس لادینی نظریہ کے ثبوت میں قرآن کریم کی آیات کے چند ٹکڑوں کو سیاق و سباق سے علیحدہ کر کے پیش کیا ہے۔ ہم نے الفضل میں کئی بار ان ٹکڑوں کو سیاق و سباق میں رکھ کر کہا ہے کہ مودودی صاحب کا نظریہ ثابت کر کے دکھائیں۔ مگر صدائے برنخواست۔

حال ہی میں مودودی صاحب نے ایک رسالہ موسومہ "اسلام میں ارتداد کی سزا" شائع کیا ہے جس میں آپ نے بڑے محکم و تحدی سے نفس ارتداد کی سزا قتل ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور ذمیوں اور مستامنوں کے حقوق کی حدبندی فرمائی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان ذمی اور مستامن کا دین اختیار کرے گا۔ تو اس کو قتل کر دیا جائے گا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ایک طرف وہ احمدیوں کو ذمی قرار دینے کی تلقین فرما رہے ہیں۔ اور دوسری طرف حکومت پر قبضہ جمانے کے لئے اڑ رہے ہیں۔ پھر کوئی احمدی ہو کر تو دکھائے۔

الغرض آپ کے خیال میں خونریزی سے ہی اسلامی حکومت قائم کی جا سکتی ہے اور خونریزی سے ہی اس کا قیام و استحکام ہو سکتا ہے۔ گویا آپ کا تصور اسلام مسلسل خونریزی سے الگ کوئی وجود نہیں رکھتا۔

چند روز ہوئے ہم نے الفضل میں ایک افتتاحیہ لکھا تھا جس میں بتایا تھا کہ سیاسی علماء سو کس طرح اسلامی حکومتوں کو اپنی فتوے بازی سے تباہ کرتے آئے ہیں۔ اس افتتاحیہ میں ہم نے عرض کیا تھا کہ اس کا نتیجہ یہ ہوتا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسی حکومتوں اور علماء سوء کو پاداش عمل میں تباہ کرتا رہا ہے۔ اور ساتھ یہ بھی عرض کیا تھا۔ کہ اب ایسے علماء اپنی موت آپ ہی مر جائیں گے۔ ان کو موقعہ نہیں دیا جائے گا۔ کہ وہ اب بھی وہی کریں۔ جو وہ پہلی اسلامی حکومتوں کے ساتھ کرتے آئے ہیں۔ ان کا وقار ختم ہو جائے گا۔ ان کا کوئی دخل عمل نہیں رہے گا۔ اسلامی حکومتیں ایسے وسیع اصولوں پر قائم ہوں گی۔ کہ جس میں مولویوں کو اپنے تشددی مسائل کی تکمیل کے لئے کوئی اختیار حاصل نہیں ہوگا۔

جو شخص بھی ہمارا افتتاحیہ پڑھے گا وہ دوسری رائے قائم نہیں کر سکتا۔ مگر مودودی صاحب کے ترجمان روزنامہ تسنیم کے مدیر محترم نے موعودی صاحب کی ایجاد بندہ فن تحریف و تبدل سے کام لے کر اس افتتاحیہ میں سے سیاق و سباق کو علیحدہ کر کے ایک ٹکڑے سے تشدد کے معنے نکالنے کی کوشش کر ڈالی ہے۔ اور اشتعال انگیزی کے لئے دوسروں کو بھی اپنے من گھڑت معنے قبول کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔

یہی نہیں کہ آپ نے صرف معنوی تحریف کی ہے۔ بلکہ خطوط وحدانی میں (یعنی مرزائیوں) کے الفاظ داخل کر کے تحریف لفظی بھی فرمائی ہے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ جب تک اس ٹکڑے میں تحریف لفظی نہ کی جائے۔ اس وقت تک اس میں وہ من گھڑت معنے نہیں ڈالے جا سکتے جو وہ ڈالنا چاہتے ہیں

جو شخص بھی ہمارا یہ افتتاحیہ پڑھے گا۔ اور زیر بحث ٹکڑے کو پورے سیاق و سباق میں رکھ کر دیکھے گا وہ ہرگز وہ معنے نہیں نکال سکے گا جو مودودی صاحب کے یہ صالح ترجمان بزور تحریف و تبدل نکالنا چاہتے ہیں۔ ہم نے اس افتتاحیہ میں مفتی مصر کا ذکر کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ کس طرح وہ اپنی موت آپ ہی مر گیا ہے۔ حالانکہ وہ زندہ موجود ہے۔ اور ابھی تک شاید مفتی مصر بھی ہے۔ اگرچہ اس کے اختیارات افتاء پر قدغن لگا دیا گیا ہے۔ کیا یہ مفتی مصر کی موت نہیں ہے؟

ہمارا استدلال یہ ہے کہ اس قسم کے مفتی جو ابتدا ہی سے ایسا کرتے رہے ہیں۔ ان کا بدلہ مفتی مصر سے اس طرح لیا گیا ہے کہ اس کے اختیارات افتاء چھین لئے گئے ہیں۔ اور اس کو جو مقام حاصل تھا۔ وہ نہیں رہا۔ یہی اس کی موت ہے۔ بعینہٖ اسی طرح کا بدلہ دوسرے فتوے باز علماء سے جن کا ذکر ہم نے کیا ہے لیا جائے گا۔ یعنی ان کے فتووں کو نظر انداز کر دیا جائے گا۔ اور اس طرح ان کا وقار تباہ ہو جائے گا۔ اور وہ اپنی موت آپ مر جائیں گے۔ اب کیا یہ تشدد کی دھمکی ہے یا عدم تشدد کی تلقین ہے؟ لیکن جن لوگوں کا کام ہی تحریف و تبدل کر کے اپنے من گھڑت معنے پیدا کرنا ہو۔ اور جو اپنی اس فنکاری سے قرآن کریم کی پاک آیات کو بھی نہ چھوڑیں۔ اور عفو و کرم کی آیات سے الٹے تشدد کے معنے نکال کر دم لیں۔ اگر وہ ہمارے افتتاحیہ کے ساتھ بھی وہی سلوک کریں۔ تو انہیں کون روک سکتا ہے۔

یلعنھم اللہ و یلعنھم اللاعنون

تمام دوستوں کو چاہیئے کہ یکم اگست جمعہ کو خصوصیت سے دنیا میں امن کے قیام کیلئے دعا کریں

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد

کیلیفورنیا (امریکہ) سے ڈاکٹر الفرڈ ڈبلیو پا کر ایگزیکٹو سیکرٹری دی انٹرنیشنل ورلڈ پیس ڈے کمیٹی کا خط سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں موصول ہوا جس میں انہوں نے یہ درخواست کی ہے کہ ۶ اگست کو ان کی کمیٹی کی طرف سے "یوم امن" منایا جا رہا ہے۔ اس میں جماعت احمدیہ کے افراد بھی شامل ہو کر اس دن یا اس سے پہلے آنے والے جمعہ کے دن امن کے لئے دعا کریں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس پر فرمایا کہ:- امن کی اپیل خواہ کسی طرف سے بھی ہو قابل تعریف ہے۔ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کی طرف سے دعا مانگیں کہ دنیا میں امن کا دور دورہ ہو۔ پس اس بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہ یہ تحریک کس طرف سے ہے ہم اس تحریک میں شامل ہونے کا اعلان کرتے ہیں۔ تمام دوستوں کو چاہیئے کہ یکم اگست سنہ ۱۹۵۲ء جمعہ کے روز خدا تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ دنیا کی موجودہ بے اطمینانی اور بدامنی کی حالت کو دور فرمائے اور لوگوں کو امن اور اطمینان بخشے۔

خصوصیت سے مندرجہ ذیل دعا کی جائے۔ یہ دراصل سورہ فاتحہ کا ترجمہ ہے اس لئے سورۃ فاتحہ پڑھتے ہوئے خاص طور پر ان مطالب کو مدنظر رکھا جائے۔

دعا:- اے خدا ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ ایسا راستہ جس پر مختلف اقوام کے چنیدہ لوگ جنہوں نے تیری رضامندی کو حاصل کر لیا تھا چلے تھے۔ ہمارے ارادے پاکیزہ ہوں۔ ہماری نیتیں درست ہوں۔ ہمارے خیالات ہر بدی سے پاک ہوں اور ہمارے عمل ہر قسم کی کجی سے منزہ ہوں۔ سچائی اور صداقت کے لئے ہم اپنی ساری خواہشات اور رغبتیں قربان کر دیں۔ ایسا انصاف جس میں رحم ملا ہوا ہو ہمارے حصہ میں آئے اور ہم تیرے ہی فضل سے دنیا میں سچا امن قائم کرنے والے ہو جائیں جس طرح کہ تیرے برگزیدہ بندوں نے دنیا میں امن قائم کیا اور تو ہمیں ایسے تمام کاموں سے محفوظ رکھ جن کی وجہ سے تیری ناراضگی حاصل ہوتی ہے اور تو ہمیں اس بات سے بھی بچا کہ ہم جوش عمل سے اندھے ہو کر ان فرائض کو بھول جائیں جو تیری طرف سے عاید ہوتے ہیں اور ان طریقوں سے بے راہ ہو جائیں جو تیری طرف لے جاتے ہیں۔"

نوٹ:- یکم اگست کے روز مساجد کے امام اپنے خطبات میں دد اسلام اور امن عالم" کے متعلق روشنی ڈالیں۔

(نائب وکیل التبشیر ربوہ)

خطبہ عید الفطر

ہم ایک منظم جماعت ہیں ہماری عید وہی ہوگی جس میں ساری جماعت شریک ہو

اگر تم خدا تعالےٰ کے عطا کئے ہوئے انعامات کی قدر کرو گے تو خدا تعالےٰ تمہاری مدد کرے گا

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۲۴ جون ۱۹۵۲ء بمقام ربوہ

مرتبہ:۔ مکرم سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا:۔

چونکہ مجھے رات سے دوران سر کی تکلیف ہے۔ اس لئے میں کھڑے ہو کر خطبہ نہیں پڑھ رہا۔ بلکہ مختصراً بیٹھ کر خطبہ پڑھوں گا۔

آج عید کا دن ہے

لیکن ہمیں سوچنا چاہیئے کہ کیا یہ عید ہمارے لئے بھی عید ہے۔ دنیا میں ہر چیز کئی نسبتیں رکھتی ہے۔ مثلاً ایک دشمن مارا جاتا ہے تو مومنوں کے گھروں میں عید ہوتی ہے۔ لیکن کافروں کے گھروں میں عید نہیں ہوتی۔ ان کے گھروں میں تو ماتم ہوتا ہے

بدر کی جنگ

ہوئی۔ تو بہت سے کفار اس میں مارے گئے۔ حتی کہ مکہ کا کوئی گھر ایسا نہ رہا جس کا کوئی نہ کوئی رشتہ دار اس جنگ میں نہ مارا گیا ہو۔ مسلمانوں کے لئے وہ ایسی عید ہے کہ آج تک ہم اسے عید قرار دیتے ہیں۔ لیکن کفار کے لئے یہ دن اتنے غم کا تھا۔ کہ جب تک وہ مسلمان نہیں ہو گئے۔ ان کے لئے یہ دن ماتم کا دن رہا۔ چنانچہ اس جنگ کے اثر کو مکہ والوں نے اتنا محسوس کیا۔ کہ رؤسائے مکہ ایک میٹنگ کی۔ اور اس میٹنگ میں یہ فیصلہ کیا۔ کہ کوئی آدمی

بدر کے مقتولوں پر

نہ روئے۔ انہیں خیال تھا کہ اگر وہ بدر کے مقتولوں پر روئیں گے تو مسلمان خوش ہوں گے۔ چنانچہ انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ جو شخص بدر کے مقتولوں پر روئے گا۔ اسے سو اونٹ بطور ڈنڈ دینے ہوں گے۔ اب دیکھو کہ مکے والے اس زخم کو کتنا محسوس کرتے تھے۔ کہ انہوں نے یہ خیال کر لیا کہ باوجود منع کرنے کے بھی لوگ بدر کے مقتولوں پر روئیں گے۔ اور ان کی بات نہیں مانیں گے۔ اس لئے انہوں نے ایک سو اونٹ جرمانہ مقرر کیا: تا اس جرمانہ کے خوف سے لوگ اپنے غم کو دبائے رکھیں۔ چنانچہ مکہ والوں نے اس جرمانہ کے خوف کی وجہ سے اور قوم کی ناراضگی سے بچنے کے لئے صبر سے کام لیا۔ وہ بولے نہیں۔ انہوں نے گھروں سے باہر آکر رسم و رواج کے مطابق ماتم نہیں کیا۔ لیکن وہ گھروں کے دروازے بند کر کے روتے تھے۔ ایک شخص کے جنگ بدر میں دو بیٹے مارے گئے تھے۔ وہ قوم کے

ڈر کے مارے

باہر نکل کر نہیں روتا تھا۔ لیکن اندر بیٹھ کر روتا تھا وہ خوب رویا لیکن اسے پھر بھی صبر نہ آیا۔ عرب میں یہ رواج تھا۔ کہ جب کسی کا کوئی عزیز مر جاتا تو وہ باہر نکل کر بین کرتا تھا۔ اس طرح گھر والے اور محلہ کے دوسرے لوگ بھی اس کے ساتھ بین میں شریک ہو جاتے۔ اور جب تک وہ اکٹھے ہو کر مرنے والے کا بین نہیں کرتے تھے۔ انہیں تسلی نہیں ہوتی تھی۔ اور سمجھتے تھے۔ کہ انہوں نے

مرنے والے کا غم

نہیں کیا۔ ایک دن اتفاق یوں ہوا کہ کوئی شخص مکہ کے پاس سے گزر رہا تھا۔ اس کی اونٹنی جس پر وہ سوار تھا۔ مرگئی۔ عرب فطرتاً شاعر تھے۔ اس شخص نے اپنی اونٹنی کے غم میں چند اشعار بنائے۔ کہ تو بڑی اچھی اونٹنی تھی۔ تجھ میں فلاں خوبی تھی فلاں خوبی تھی۔ اب تو مرگئی ہے۔ میں تیرا افسوس کس طرح کروں۔ میں تیری موت پر کیسے صبر کروں۔ اس کا رستہ مکہ میں سے گزرتا تھا۔ اور پھر اس شخص کے گھر کے قریب سے گزرتا تھا۔ جس کے دو بیٹے جنگ بدر میں مارے گئے تھے۔ وہ شخص اندر بیٹھ کر رو رہا تھا۔ کہ اس اونٹنی کا مالک گلی میں سے وہ شعر پڑھتا ہوا گزرا۔ جو اس نے اپنی اونٹنی کے متعلق بنائے تھے۔

کہ تو بڑی اچھی تھی۔ تجھ میں فلاں خوبی تھی فلاں خوبی تھی میں تیرا افسوس کس طرح کروں۔ اس شخص نے جب یہ شعر سنے۔ تو وہ برداشت نہ کر سکا۔ اور دروازہ کھول کر چیخ مار کر باہر آگیا۔ اور

عرب کے رواج کے مطابق

اس نے اپنا سر پیٹ لیا۔ اور کہنے لگا اس شخص کو اپنی اونٹنی کے مر جانے پر ماتم کرنے کا حق ہے۔ لیکن میرے دو بیٹے مر گئے۔ مجھے ان پر آنسو بہانے کا حق نہیں۔ مجھے ان کا ماتم کرنے سے منع کر دیا گیا ہے۔ اور پھر وہ قصیدہ میں اپنے بیٹوں کی خوبیاں کرنے لگا قریباً سب لوگ زخم خوردہ تھے۔ اور صرف جرمانہ کے خوف سے اور

قوم کی ناراضگی

سے بچنے کے لئے دبکے بیٹھے تھے۔ جب اس کی چیخیں انہیں سنائی دیں، تو سارے کے دروازے کھل گئے۔ اور مکہ کے تمام لوگ باہر نکل کر رونے پیٹنے لگ گئے۔ اب دیکھو بدر کا دن ہمارے لئے اب بھی عید کا دن ہے۔ مگر وہ کفار کے لئے ماتم کا دن تھا۔ پس عید بھی ایک نسبتی چیز ہے۔ وہ ایک کے لئے عید ہوتی ہے۔ لیکن دوسرے کے لئے عید نہیں ہوتی۔ ایک کے گھر میں بیٹا پیدا ہوتا ہے۔ تو وہ ہنس رہا ہوتا ہے لیکن دوسرے گھر میں ماتم ہوتا ہے۔ اور گھر والے سب رو رہے ہوتے ہیں۔ گویا ایک ہی وقت میں ایک گھر میں عید ہوتی ہے۔ اور دوسرے گھر میں ماتم ہوتا ہے۔ دیکھنا یہ چاہیئے کہ ہماری آج کی عید کس حد تک عید ہے۔

ہم ایک منظم جماعت ہیں۔

ہماری عید وہی ہوگی

جس میں ساری جماعت شریک ہو۔ جس عید میں ساری جماعت شریک نہیں وہ عید نہیں۔ پس آج اگرچہ عید ہے۔ لیکن کیا ہماری جماعت کی حالت اس بات کی متقاضی ہے۔ کہ ہم اسے عید قرار دیں۔ مثلاً اسی سال کو دیکھ لو عید آئی اور گورنمنٹ نے فیصلہ کیا کہ ملازمین کو عید سے پہلے تنخواہیں دے دی جائیں۔

صدر انجمن احمدیہ

نے بھی اس ضرورت کو محسوس کیا اور اس نے بھی فیصلہ کیا۔ کہ عید سے پہلے تنخواہیں مل جانی چاہئیں۔ میرے پاس کاغذات آئے۔ تو میں نے کہا بڑی اچھی بات ہے بشرطیکہ خزانہ میں روپیہ موجود ہو۔ لیکن خزانہ میں روپیہ نہیں تھا۔ محاسب صاحب کی رپورٹ تھی کہ میرے پاس چند سو سے زائد روپیہ نہیں۔ اور قرض کرو۔

تنخواہیں عید سے پہلے

نہ بھی دینی ہوتیں۔ تب بھی مہینہ میں سے کتنے دن باقی رہ گئے ہیں۔ صرف سات دن باقی رہ گئے ہیں۔ ان سات دنوں میں بھلا کتنا روپیہ آسکتا ہے۔ کہ اس سے اگلے مہینہ کے شروع میں بھی تنخواہیں ادا کی جاسکیں۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ عید نے محض ہماری آنکھیں کھولی ہیں۔ ورنہ ہم مہینہ کے آخر میں بھی اس قابل نہیں ہو سکتے کہ کارکنوں کو ان کا پانچواں یا چھٹا حصہ بھی گزارہ دے سکیں۔ اگر اس ماہ میں یہ حالت ہے۔ تو

اگلے ماہ کے متعلق

ہم کس طرح قیاس کر سکتے ہیں کہ اس میں یہ حالت نہ ہوگی۔ محاسب صاحب کہتے ہیں کہ چندے نہیں آئے اور ناظر صاحب بیت المال کہتے ہیں

کہ چندے آئے ہیں۔ اور تمام تر ذمہ داری محاسب صاحب کی طرف سے ہے۔ ناظر صاحب کا دعویٰ ہے۔ کہ پچھلے سال اس ماہ میں جتنا روپیہ آیا تھا۔ اس سے پانچ ہزار روپیہ زیادہ اس ماہ میں آیا ہے۔ اگر پچھلے سال اس ماہ تنخواہیں ادا ہو گئی تھیں۔ تو اس سال کیوں ادا نہیں کی جا سکتیں۔ محاسب صاحب کہتے ہیں۔ خزانہ موجود ہے۔ اور رجسٹرات بھی موجود ہیں۔ روپے گھر تو نہیں گیا۔ جو رقوم آئی ہیں۔ رجسٹر میں درج ہے۔ ان کو دیکھ لو۔ اب تم سمجھ سکتے ہو۔ کہ جب کارکنوں کی تنخواہیں ہی پیچھے پڑ گئی ہیں تو ہمارے لئے کون سی عید ہے۔ اگر ہمارے اندر

قومی جذبہ پایا جاتا ہے

تو ہماری عید عید نہیں۔ لیکن اگر ہمارے اندر انفرادی جذبہ پایا جاتا ہے۔ تو پھر بیشک ہم کہیں گے۔ اگر یہاں گذارہ نہیں ہوگا۔ تو کہیں باہر نوکری کر لیں گے۔ لیکن اگر ہم ایک منظم سلسلہ کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ تو ہماری عید کوئی عید نہیں۔ سلسلہ اب ایسی حالت پر پہنچ گیا ہے۔ کہ وہ اپنے کارکنوں کو گذارہ دینے کے بھی قابل نہیں رہا۔ اور ہر شخص جس کے دل میں درد ہے۔ اور وہ فردی ضرورتوں کو قومی ضرورتوں پر ترجیح دیتا ہے۔ وہ زندہ نہیں رہ سکتا اگر وہ نوکری چھوڑ کر کہیں اور جگہ چلا جاتا ہے۔ تو اس کا دین مر جاتا ہے۔ اور اگر نہیں رہتا ہے۔ تو وہ اپنا اور بیوی بچوں کا پیٹ نہیں بھر سکتا۔ اگر وہ باہر چلا جاتا ہے۔ تو اس کی دینی روح مر جاتی ہے۔ اور اگر یہاں رہتا ہے۔ تو اس کا جسم مر جاتا ہے۔ پس یہ حالات ہیں۔ جن میں سے اس وقت ہم گذر رہے ہیں اگر

ناظر صاحب بیت المال

کی بات ٹھیک ہے۔ تو چندہ میں تھوڑا سا فرق ہوگا۔ اور اگر محاسب صاحب کی بات صحیح ہے۔ تو پھر بہت بڑا فرق ہے۔ بہرحال حالات ایسے پیدا ہو گئے ہیں۔ کہ ہم سمجھتے ہیں۔ کہ ہمیں اب بیدار ہو جانا چاہیئے میں تمہیں کتنے عرصہ سے کہہ رہا ہوں۔ کہ بیدار ہو جاؤ۔ بیدار ہو جاؤ۔ لیکن تم نے میری بات کو کوئی وقعت نہیں دی۔ جب دشمن بولتا ہے تو تم تقریریں کرنے لگ جاتے ہو۔ کہ ہم یوں کریں گے یوں کریں گے۔ لیکن جب خلیفہ کہتا ہے۔ کہ تم یوں کرو۔ تو اس کی بات کو تم یوں سمجھتے ہو۔ جیسے ہوا کا ایک جھونکا آیا۔ اور چلا گیا۔ لیکن یہ تو سمجھو۔ کہ میں نے مالی دقتوں کے متعلق تمہیں کتنی دفعہ توجہ دلائی ہے۔ میں تمہیں اس لئے توجہ نہیں دلاتا۔ کہ میں نے کچھ کھانا ہوتا ہے۔ میں مارچ ۱۹۱۴ء میں خلیفہ ہوا ہوں۔ اور اس وقت میری خلافت پر ۳۸ سال گذر چکے ہیں۔ تم ہی بتاؤ کہ میں نے اتنے عرصہ میں خزانہ میں سے کیا لیا ہے۔ آخر میں تمہیں توجہ دلاتا ہوں۔ ڈراتا ہوں

اور ہوشیار کرتا ہوں

تو اس لئے نہیں۔ کہ اس میں میرا کچھ فائدہ ہے

میں تمہیں اس لئے توجہ نہیں دلاتا۔ کہ سلسلہ کے مال میں میرا کوئی حصہ مقرر ہے۔ یہ نہیں کہ ۸ لاکھ آمد ہوگی۔ تو ایک لاکھ میرا ہوگا۔ بارہ لاکھ آمد ہوگی تو ڈیڑھ لاکھ میرا ہوگا۔ مجھے سلسلہ کے مال سے کوئی حصہ نہیں ملتا۔ جس کی وجہ سے میں تمہیں ڈراتا ہوں میں ۲۵ سال کی عمر کا تھا۔ جب خلیفہ ہوا۔ اب ۶۳ سال کا ہوں۔ اب تک میں نے خزانہ سے لیا ہے۔ جس کی وجہ سے کسی کو یہ شبہ ہو۔ کہ میں نے یہ بات کسی غرض کی وجہ سے کہی ہے۔ میں نے جماعت کو کچھ دیا ہے یا نہیں۔ پچھلے دنوں کسی شخص نے میرے متعلق جھوٹ بولا۔ کہ میں جماعت کا چندہ کھا گیا ہوں۔ تو میں نے اپنے چندے کا حساب نکلوایا تو معلوم ہوا۔ کہ میں صرف تحریک جدید کو پچھلے ۱۸ سالوں میں

دو لاکھ سے زائد روپیہ

دے چکا ہوں۔ پس میں جب تمہاری مالی حالت کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ تو اپنے فائدہ کے لئے نہیں صرف تمہارے فائدہ کے لئے کچھ کہتا ہوں۔ تمہیں میں نے کم کہا ہے۔ گو کہا ہے۔ لیکن صدر انجمن احمدیہ کے کاغذات نکال کر دیکھ لو کوئی تاریخ دان نہیں پڑھے گا۔ تو وہ حیران ہوگا۔ درجنوں صفحات ایسے نکلیں گے جن میں میں نے صدر انجمن احمدیہ کو توجہ دلائی ہوگی۔ کہ اپنے آپ کو بچاؤ۔ ورنہ تمہارا کوئی ٹھکانا نہیں ہوگا۔ لیکن انہوں نے میری بات نہ سنی۔ ہمیشہ ان کی طرف سے یہی لکھا آتا ہے۔ کہ فلاں مد میں زیادتی کر دی جائے۔ جب نظم میں خرابی ہوگی۔ تو ہمارا کسی جگہ بھی ٹھکانا نہیں ہوگا۔ میں کارکنوں سے کہتا ہوں۔ کہ بد نظمی کا حال دیکھ لو۔ تم کہتے ہو کہ فلاں ناظر میں خرابی ہے۔ اور ناظر کہتے ہیں۔ کہ تم ایسے ہو۔ حالانکہ

حقیقت یہ ہے

کہ خرابی تم دونوں میں ہے۔ جب تک تم دونوں مل کر خرابی پیدا نہ کرو۔ خرابی پیدا نہیں ہو سکتی۔ مثلاً بل ہیں۔ بل کیا ناظر بناتے ہیں۔ بل تم بناتے ہو۔ اور ناظر ان پر دستخط کرتے ہیں۔ گویا بل بنانے میں تم دونوں شریک ہو۔ تم میں سے ایک شخص اس کی جرأت نہیں کر سکتا۔ جو نتیجہ نکلتا ہے۔ وہ تم دونوں کا ہوتا ہے۔ اس سال جو مجلس مشاورت میں ہماری آنکھیں کھلیں تو معلوم ہوا۔ کہ بجٹ آمد سے بہت زیادہ بنایا گیا ہے۔ بجٹ دوبارہ چیک کرنے کے بعد ہم نے ایک لاکھ اٹھارہ ہزار روپیہ کا خرچ کم کیا۔ کچھ مشاورتی کمیٹی نے خود ہی کم کر دیا تھا۔ گو

بعض مدات میں زیادتی

بھی کی گئی تھی۔ لیکن مجموعی طور پر جو اخراجات میں کمی کی گئی تھی۔ وہ ایک لاکھ ۸۰ ہزار روپیہ سالانہ کے قریب بنتی ہے۔ گویا پندرہ ہزار روپیہ ماہوار بجٹ میں سے کاٹ دیا گیا۔ اتنا روپیہ کاٹ دینے کے بعد بھی ہمارا یہ حال ہے۔ کہ کارکنوں کو تنخواہیں

نہیں مل سکیں۔ اگر اتنا روپیہ نہ کاٹا جاتا۔ تو تمہاری کیا حالت ہوتی۔ یہ خرابی کہاں سے پیدا ہوئی ہے بغیر اس کے کہ افسروں کے ساتھ ماتحت شریک ہوں خرابی پیدا ہونی ناممکن ہے۔ اکیلے ناظر خرابی پیدا نہیں کر سکتے۔ ماتحت ان کے پاس جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ ہمیں ٹکٹ زیادہ چاہئیں۔ اتنی میزیں اور چاہئیں۔ اتنی کرسیاں اور چاہئیں۔ اتنی پنسلیں اور منگوا دیجئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ روپیہ ان پر ضائع چلا جاتا ہے۔

ایک زمانہ تھا

کہ ایک آدمی کے پاس پانچ پانچ کام تھے۔ کارکن سارا دن کام کرتے تھے۔ لیکن اب ہر ایک کارکن یہ سمجھتا ہے کہ اس کا کام ایک آدمی کا کام نہیں۔ وہ ناظر کے پاس جاتا ہے۔ کہ ایک آدمی اور بڑھا دیا جائے۔ وہ فوراً سفارش کر دیتا ہے۔ کہ مجھے ایک اور آدمی کی ضرورت ہے۔ اور وہ ایک آدمی بڑھا دیا جاتا ہے۔ اور حالت یہ ہوتی ہے کہ پہلے کارکن کی تنخواہ اگر بارہ آنے تھی۔ تو آمد ایک روپیہ تھی۔ اب بارہ آنہ کا ایک کلرک اور آ جاتا ہے۔ تو آمد ایک روپیہ ہی رہتی ہے لیکن خرچ ڈیڑھ روپیہ ہو جاتا ہے۔ اب دنیا کے کسی قاعدے کی رو سے ایک روپیہ سے ڈیڑھ روپیہ نہیں نکل سکتا۔ دوسرے ماہ آٹھ آنے قرض کی بجائے ایک روپیہ قرض ہو جائے گا۔ اور تیسرے ماہ ڈیڑھ روپیہ قرض ہو جائے گا اور چار پانچ ماہ کے بعد دیوالیہ نکل جائے گا۔ آخر تمہیں میری بات سمجھ میں کیوں نہیں آ سکتی۔ کیا میری اس بات کو سمجھنے کے لئے کسی بڑے حساب کی ضرورت ہے۔ کیا اسکے لئے بڑی عقل ضرورت ہے کہ اگر خرچ دس لاکھ کا ہو۔ اور آمد آٹھ لاکھ ہو۔ تو دیوالہ نکل جاتا ہے۔ افراد تو کہہ سکتے ہیں کہ اگر آمد چار لاکھ روپیہ ہے۔ تو آٹھ لاکھ قرض لے لیں گے۔ اور مطالبہ پر وہ جگہ چھوڑ دینگے اور کسی دوسرے ملک میں بھاگ جائیں گے۔ لیکن کیا تمہاری جماعت بھی ایسا کر سکتی ہے۔

ایک منظم جماعت

ہرگز ایسا نہیں کر سکتی۔ ایک منظم جماعت کی بددیانتی چھپ نہیں سکتی۔ سوائے اس کے کہ وہ اپنا کام بند کر دے۔ لیکن باوجود بار بار توجہ دلانے کے تم نے اور ناظروں نے اس طرف توجہ نہیں کی تمہیں غصہ یہ ہوتا ہے کہ ناظر صاحب نے تمہاری سفارش کر دی تھی لیکن خلیفۃ المسیح نے دستخط نہیں کئے۔ خلیفہ کی جیب میں روپے ہوں تو وہ اس پر دستخط کر دے جب میرے پاس روپے نہیں۔ خزانہ کے متعلق رپورٹ ملتی ہے۔ کہ وہاں روپیہ نہیں۔ تو میں اضافہ جات پر دستخط کیسے کروں خلیفۃ المسیح روپیہ خود خرچ نہیں کر لیتا۔ اب بھی خلیفہ کا دیا ہوا چندہ دوسروں سے زیادہ ہے۔ لیکن

میں کیمیا گر نہیں

کہ میں روپیہ بنا لوں۔ اور نہ میں جادوگر ہوں۔ اور نہ جادو اور کیمیا پر ایمان ہے۔ میں روپیہ کہاں سے لاؤں۔ اگر روپیہ نہ ہو۔ تو میں دوں کہاں سے۔ تم میں بے چینی ہوتی ہے کہ ناظر صاحب

نے تو سفارش کر دی تھی۔ خلیفۃ المسیح نے دستخط نہیں کئے۔ تم ہی کہتے تھے۔ کہ ہمیں چار کی بجائے پانچ کرسیاں چاہئیں۔ پانچ کلرک کی بجائے سات کلرک چاہئیں۔ اور تم نے میری بات نہ مانی۔ اس لئے تم آج بھوکے ہو۔ اگر میں تمہاری بات مان لیتا تو تمہاری ہڈی پسلی پس جاتی۔ آخر تم کیا سمجھتے ہو کہ کیا یہ روپیہ میں استعمال کر رہا تھا۔ اگر میں نے روپیہ لیا نہیں اور بلکہ روپیہ دیا ہے تو یہ بات تمہاری سمجھ میں کیوں نہیں آتی۔ کہ میں تمہیں بچانے کی خاطر ایسا کر رہا ہوں۔ تمہارا کام تھا کہ اگر پانچ کلرک ہوں۔ تو ان کی بجائے چار کر دیتے تا خرچ کم ہو اور ناظروں کو چاہیئے تھا۔ کہ بجائے اس کے کہ وہ تمہارے ساتھ مل کر زائد کلرکوں کی سفارش کرتے۔ تمہیں سمجھاتے اور آپ بھی قربانی کرتے۔ تا سلسلہ پر تنگی کا وقت نہ آتا لیکن ناظروں نے بھی جب دیکھا۔ کہ ہم کیوں ماتحتوں سے لڑیں۔ تو انہوں نے تمہاری بات مان لی۔ اور یہ سمجھ لیا۔ کہ نئے خرچ کی اجازت چونکہ خلیفۃ المسیح دیتے ہیں۔ اس لئے بدنامی خلیفہ کی ہوگی۔ ہماری تو نیک نامی ہی ہے۔ لیکن میں نے اس کی پرواہ نہ کی۔ اور اب بھی میں پرواہ نہیں کروں گا۔ اور سختی سے کام لوں گا۔ اگر کوئی صورت روپیہ پیدا کرنے کی ہوتی تو میں کہیں سے روپیہ لے آتا۔ مگر یہ بات میرے بس سے باہر ہے

ہمارا اوسط خرچ

۸۰ ہزار روپیہ ماہوار ہے۔ اور اگر وقتی خرچ نکال لیا جائے۔ تو ۶۰-۶۵ ہزار روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ پچھلے سال تم درخواستیں دیتے رہے۔ کہ فلاں جگہ دو ہزار کی زیادتی کر دی جائے۔ فلاں جگہ چار ہزار کی زیادتی کر دی جائے ....

اور سارا سال تم زیادتیاں کرواتے رہے۔ جب بارہواں مہینہ آیا۔ تو تم نے دو لاکھ روپیہ کے بل محاسب کے پاس بھجوا دیئے۔ کہ پچھلے مہینوں کا اتنا خرچ ہے۔ دوران سال میں بل کم پیش کرنے کے یہ معنی تھے۔ کہ مجھے خزانہ میں روپیہ نظر آئے۔ اور اس میں زیادتی دینے سے انکار نہ کر سکوں جب خزانہ میں جو روپیہ موجود تھا وہ خرچ کر لیا۔ تو آخری مہینے میں ۶۰-۶۵ ہزار روپیہ کی جگہ ۲ لاکھ روپیہ کے بل دیدیئے۔ شوریٰ میں بات ہوئی تو

محاسب صاحب

نے کہا۔ کہ اس وقت ساٹھ ہزار روپیہ ہمارے پاس ہے ۴۴ ہزار روپیہ اور آ جائے گا۔ اس طرح ہم ماہوار خرچ بھی ادا کر دیں گے۔ اور تیس ہزار روپیہ جو انگلستان مشن کے لئے منظور ہوا ہے وہ بھی ادا کرینگے۔ میں نے اپریل میں انہیں بار بار یاد دلایا کہ کیا یہ تیس ہزار روپیہ نکال لیا گیا ہے۔ لیکن انہوں نے خاموشی اختیار کی۔ آخر جب تاریخ ختم ہو گئی۔ تو کہہ دیا کہ بل اتنے زیادہ آ گئے تھے۔ کہ ہمارے پاس کوئی روپیہ نہیں بچا تھا۔ اس لئے وہ تیس ہزار روپیہ خزانہ سے نہیں نکالا گیا۔ بعد میں نظارتوں نے توجہ دلائی۔ کہ ایک لاکھ دس ہزار کے اور بل اور پڑے ہیں۔ جو ادا نہیں ہوئے۔ تم سمجھ سکتے ہو کہ کیا ان حالات میں کام چل سکتا ہے۔ پہلے خرچ

چھپا کر رکھا۔ اور آخر میں آکر سب بل ڈال دیئے ظاہر ہے کہ ان بلوں کو چھپانے کی غرض یہی تھی کہ مجھ پر دوران سال میں بجٹ میں اضافوں کی منظوریاں لی جاسکیں۔ مجھ پر ظاہر کیا جائے۔ کہ آمد کافی اور ضرورت سے زیادہ ہے آپ مزید اضافوں کی اجازت دے دیں۔ مگر کیا تم سمجھ سکتے ہو کہ یہ کام صرف ناظر کر سکتے ہیں۔ بل تم بناتے ہو۔ جب تک تم اس چالاکی میں ناظر کے ساتھ شامل نہیں ہوگے وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ بھلا ناظر کو کیا شوق ہے کہ وہ لکھے کہ مجھے فلاں کام کے لئے اتنے کلرکوں کی ضرورت ہے۔ تم شور مچاتے ہو۔ تو وہ زائد کلرک مانگتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ

کام کا معیار

پہلے کی نسبت گر چکا ہے۔ جو کام تم آج سے بیس سال پہلے کرتے تھے۔ اس سے اب کم کرتے ہو۔ ناظروں پر کمیشن بٹھا کر دیکھ لو کہ پچھلے ماہ میں ان سب نے ملکر اتنا تحریری کام نہیں کیا۔ جتنا اکیلے میں نے کیا ہے۔ ان کی تحریر مجھ سے چار پانچ گنے کم ہوگی۔ کارکنوں کو دیکھ لو بجائے اس کے کہ وہ ۷۰ چٹھیاں روزانہ نکالیں وہ پندرہ چٹھیوں پر شور مچا دیتے ہیں کہ کام بہت زیادہ ہو گیا دوسرا کلرک آئیگا تو کام ختم ہوگا لیکن اگر دوسرا آدمی آئیگا تو تم چلے جاؤ گے کیونکہ سلسلہ کے پاس اتنا روپیہ نہیں۔ کہ تم دونوں کی تنخواہ دے سکے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ تمہیں باہر کوئی نہ کوئی کام مل جائیگا لیکن ثواب نئے آنیوالے کو ملے گا۔ تمہارا یہ سارا شور اسباب کا نتیجہ ہے کہ تم

سلسلہ کے کام کے ثواب

اور عظمت کو ذہن میں نہیں رکھتے۔ تم ہمیشہ اس روپیہ کا حساب لگاتے ہو جو تمہیں کسی انسان کے ذریعہ ملتا ہے۔ اور جو روپیہ خدا تعالیٰ کے ذریعہ ملتا ہے۔ اس کا حساب تم نہیں لگاتے تم کہو گے کہ ہم نے وہ ثواب دیکھا نہیں۔ لیکن تم نے وہ نعماء جنت بھی تو نہیں دیکھیں۔ جن کے متعلق تمہیں یقین ہے کہ وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے نتیجہ میں تمہیں ملیں گی۔ اگر تم ان نعماء جنت پر بغیر دیکھے ایمان لے آئے ہو۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ تمہیں اس پر بھی ایمان لے آنا چاہیئے۔ تمہیں دو طرف سے تنخواہ ملتی ہے۔ اگر تمہیں صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے تیس روپیہ تنخواہ ملتی ہے۔ تو خدا تعالیٰ تمہیں ۳۰ اور روپیہ تنخواہ دیتا ہے لیکن تم اپنی ایک آمد کا اندازہ لگاتے ہو۔ اور دوسری کا نہیں۔ ایک شخص اگر دو آدمیوں کا چپڑاسی ہے۔ بیس روپیہ سے ایک جگہ سے ملیں اور بیس روپے ایک جگہ سے ملیں لیکن دریافت کرنے پر وہ یہ بتلائے کہ میری آمد صرف بیس روپیہ ہے تو سب سننے والوں کو حقیقت معلوم ہوگی۔ تو وہ اسے شرمندہ

کریں گے۔ اور کہیں گے۔ تم دھوکے باز ہو تمہیں بیس روپیہ تنخواہ نہیں ملتی۔ بلکہ چالیس روپیہ تنخواہ ملتی ہے۔ اسی طرح

سلسلہ کا کام کرنیوالا

دو طرف سے تنخواہ لیتا ہے۔ اسے انسان تھوڑا دیتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ زیادہ دیتا ہے۔ جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے جو آمد ہوتی ہے اسے نہیں گنتا۔ وہ دھوکہ باز ہے فریبی ہے۔ لیکن اگر تم اس انعام کی قدر کرو گے تو خدا تعالیٰ بھی تمہارا خیال رکھے گا۔ اگر تم دو آدمیوں کی جگہ کام کرتے تو تمہیں تنخواہیں بھی ملتی رہتیں۔ اور ریزرو فنڈ بھی قائم ہو جاتا۔ پرسوں سے میں یہ سوچ رہا ہوں کہ جماعتی لحاظ سے ہماری یہ عید خوشی کی نہیں۔ ہمیں یہ نظر آتا ہے۔ کہ ہم اپنے کارکنوں کو خواہ وہ کمزور ایمان والے ہی ہیں۔ گزارہ دینے کے قابل نہیں۔ بیشک ہم یہ تو سمجھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کوئی رستہ کھول دیگا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ

اب وقت آگیا ہے

کہ خدا تعالیٰ ہم میں سے گند کو نکال دے اور مخلص آدمیوں کو الگ کرلے تا ہماری کمزوری دور ہو جائے۔ ناظر تو آرام سے سو رہے تھے لیکن میں عید سے پہلی رات اسی غم کی وجہ سے سو بھی نہیں سکا۔ کہ ہمارے کارکنوں کو عید سے قبل گزارہ نہیں مل سکا۔ کچھ دیر کے لئے آنکھ لگ جاتی تھی۔ اور پھر کھل جاتی تھی۔ اسی طرح ساری رات میں بیدار ہوتا رہا۔ اور دعا کرتا رہا۔ تہجد کے وقت بھی دعا کرتا رہا۔ میں نہیں وہ دعا نہیں بتاتا کہ تم اس سے ہی خوش ہو جاؤ گے۔ لیکن ساری رات میرے دل پر یہ اثر تھا کہ ہمارے کارکنوں کو عید سے پہلے گزارے مل جانے چاہیئے تھے۔ کل چھ بجے دعا ہوئی۔ لیکن عصر کے بعد تک میں یہی دعا کرتا رہا کہ اللہ تعالیٰ کارکنوں پر رحم کرے اور ہماری حالت کو درست فرمائے۔ ناظروں نے تمہاری سارا سال سفارشیں کی ہیں۔ لیکن آج انہیں اتنی تکلیف نہیں ہوئی۔ جتنی تکلیف مجھے ہوئی ہے۔ مگر یہ مصیبت تمہارے اپنے ہاتھوں اور ناظروں کے ہاتھوں کی پیدا کی ہوئی ہے یاد رکھو ناظر تمہارے سب سے بڑے دشمن ہیں اور تم ان کے سب سے بڑے دشمن ہو جب وہ تمہاری سفارش کرتے تھے۔ تو وہ جھوٹ بولتے تھے اور جب تم ان کی تعریف کرتے تھے تو تم جھوٹے بولتے تھے۔ ناظر سمجھتے تھے کہ ہم نے انہیں دینا لینا کچھ نہیں صرف

خلیفۃ المسیح پر الزام

لگانا ہے۔ وہ تمہاری پیٹھ ٹھونکتے تھے اور تم ان کی تعریفیں کرتے تھے اور کہتے تھے کہ آپ ہی ہمارے مائی باپ ہیں۔ اب کہاں ہیں ناظر۔ اب لاؤ وہ روپیہ

اگر تم میری نصیحت پر عمل کرتے تو یہ دن نہ آتا۔ آج وہ اپنی بیویوں کے پاس خوش خوش بیٹھے ہیں۔ اور تم عید پر تنخواہیں نہ ملنے کی وجہ سے افسردہ اور غمگین ہو۔ آج وہ روپیہ کیوں نہیں لاتے۔ یہ تو

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں والی بات ہے

جب فرعون نے بعض لوگوں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ کے لئے بلایا۔ تو انہوں نے رسیاں پھینکیں جو سانپوں کی شکلیں اختیار کر گئیں۔ لیکن جب موسیٰ علیہ السلام نے عصا پھینکا۔ تو وہ سب سانپ غائب ہو گئے۔ آج ان ناظروں کی خیر خواہیاں کہاں گئیں۔ اگر وہ اپنی خیر خواہی میں سچے تھے تو وہ آج روپیہ لاتے۔ اور اپنے کارکنوں کو تنخواہیں دیتے۔ وہ صرف ظاہری طور پر تمہیں خوش کرنا چاہتے تھے۔ وہ بطور نمائش تمہارے ساتھ خیر خواہی کا اظہار کر رہے تھے۔ اگر انہیں درد ہوتا۔ تو وہ اس قسم کی سفارشیں پیش نہ کرتے اور اگر تمہیں خیال ہوتا۔ تو تم ان کی بات نہ مانتے تم دونوں نے غداری کی ہے۔ ناظروں نے بھی غداری ہے۔ اور تم نے بھی غداری کی ہے۔ جواب تم پر پڑ رہی ہے۔ اگر تم اب بھی نہ سمجھو گے تو تم اور زیادہ تکلیف میں مبتلا ہو گے۔ اس سال بھی تمہارے ناظروں نے ایک لاکھ روپیہ کی سفارش شروع سال میں کی تھی۔ اور اگر میں وہ ایک لاکھ روپیہ دے دیتا۔ تو تمہیں اگست میں بھی مئی کی تنخواہیں نہ مل سکتیں تم اب بھی سمجھ جاؤ اگر

تمہیں سلسلہ کا درد ہے

اگر تمہیں سلسلہ سے محبت ہے اگر تم سلسلہ کی خاطر قربانی کرکے یہاں آتے ہو تو کام زیادہ کرو۔ عملہ کو کم کرو۔ دوسروں کے لئے نمونہ بنو۔ ان کے لئے فتنہ کا موجب نہ بنو۔ لوگ زیادہ چندے دیں گے۔ تو تمہاری سچ مچ عید آجائیگی آج کوئی عید نہیں۔ یہ تمہاری خطا ہے تمہارا جرم اور قصور ہے کہ ہم شروع سال میں ہی کارکنوں کو تنخواہ نہیں دے سکے۔ مہینہ کے ۲۲ دن گذر چکے ہیں ان میں اگر اتنی آمد نہیں ہوئی کہ ہم کارکنوں کو تنخواہیں دے سکیں۔ تو باقی چھ دنوں میں کیا ہو سکتا ہے۔ اگر تکلیف کو اگلے ماہ پہ نہ پھیلا دیا جائے تو تنخواہیں جولائی تک بھی نہیں مل سکتیں۔ خزانہ میں صرف چار ہزار روپیہ ہے۔ اس سے ۵۰ ہزار روپیہ کس طرح ادا کر دیا جائے کسی ناظر میں یہ توفیق نہیں کہ وہ یہ روپیہ ادا کرے۔ لیکن ان میں یہ توفیق ضرور ہے۔ کہ وہ ایک لاکھ روپیہ کی سفارش کر دیں۔ ان میں یہ توفیق ہے کہ وہ اپنا عملہ زیادہ کر دالیں لیکن یہ توفیق صرف خدا تعالیٰ کو ہی حاصل ہے کہ وہ کوئی ایسا انتظام کر دے کہ آپ لوگوں کو

تنخواہیں مل سکیں۔ اور یہ اس وقت ہوگا۔ جب تم لوگ تعاون کرو۔ ناظر عقل سے کام لیں اور تم نیک مشورہ دو آخر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے ساتھ کتنے آدمی تھے۔ اگر تم واقعی قربانی کرنے کے لئے تیار ہو تو اپنا عملہ کم کر دو۔ اب لوگ کہتے ہیں کہ دفتر والے یاد دہانیاں نہیں کراتے۔ لیکن اگر دفتر میں صرف دو کلرک ہوں۔ تو وہ یہ نہیں کہیں گے کہ دفتر والے یاد دہانیاں نہیں کراتے بلکہ وہ کہیں گے کہ یہ ہمارا قصور ہے اب وہ یہاں پچاس کلرک دیکھتے ہیں۔ تو کہتے ہیں۔ تم حرام خوری کر رہے ہو۔ تم یاد دہانیاں کیوں نہیں کراتے۔ پس تمہارا موجودہ طریق غلط ہے۔ تم

اخلاص والا طریق

اختیار کرو۔ کل وکیل المال صاحب تحریک جدید نے رپورٹ کی۔ کہ عید کا دن ہمارا کمائی کا دن ہوتا ہے۔ قادیان میں عید کے دن بھی عملہ بیٹھا رہتا تھا۔ تاکہ لوگ آسانی سے روپیہ جمع کرا سکیں لیکن آج سب کلرک بھاگ گئے ہیں۔ کیونکہ دفتر میں آج کی چھٹی ہے۔ اب لوگ آتے ہیں تو دفتر بند ہوتا ہے۔ تم کہو گے کہ عید کو چھٹی ہونی چاہیئے۔ مگر کیا یہ چھٹی صرف تمہیں ہونی چاہیئے یا آج سے بیس سال قبل کے آدمیوں کو بھی اس کی ضرورت تھی کہتے ہیں۔ جب او کھلی میں سر دیا۔ تو موہلوں کا کیا ڈر۔ اگر تم سلسلہ کی خدمت کرنے کے لئے یہاں آئے ہو۔ تو پھر کیا کہ آج چھٹی ہے۔ آج دفتر بند ہے۔ میں بیمار ہوں۔ لیکن عید پڑھانے آگیا ہوں۔ میرے ساتھ روزانہ یہی ہوتا ہے کہ میں بیمار بھی ہوتا ہوں۔ تو ایک رقعہ آجاتا ہے۔ میں فلاں جگہ سے آیا ہوں۔ اور آج میں نے واپس چلے جانا ہے حضور ملاقات کا موقع دیں۔ میں اسے ملنے کے لئے چلا جاتا ہوں۔ عصر کے بعد ایک رقعہ آجاتا ہے کہ میں تھوڑے وقت کے لئے یہاں آیا ہوں۔ مجھے ملاقات کا وقت دیا جائے۔ پھر تیسرا رقعہ آجاتا ہے۔ چوتھا رقعہ آجاتا ہے۔ پھر کئی دفعہ راتوں کو اطلاع آجاتی ہے مجھے تو کوئی چھٹی نہیں ہوتی۔ اگر ہم نے دین کا کام کرنا ہے تو چھٹی کیسی۔ میرے لئے تو یہی چھٹی کا وقت ہے جو

خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ

ہو اگر ہم ایسا کریں گے۔ تو ہمارے کاموں میں برکت ہوگی اور اگر ہم انگریزوں کی طرح کریں گے کہ آج دفتر میں چھٹی ہے۔ کوئی کام نہ کرو۔ تو خدا تعالیٰ بھی ہمارے ساتھ انگریزوں کا سا سلوک کرے گا۔ جتنا ہم کمائیں گے۔ وہ اتنا ہی ہمیں دے گا۔ زیادہ نہیں لیکن اگر ہم صحابہ رضوان اللہ کی طرح کام کریں گے۔ اپنے آرام کا خیال نہیں کریں گے اور دن رات سلسلہ کی

خدمت میں لگے رہیں گے۔ تو خدا تعالےٰ ان کو لے گا۔ ان لوگوں کا کھانا پینا ہمارے ذمہ ہے۔ قرآن کریم کہتا ہے۔ کہ ہم ان لوگوں کے لئے زمین سے بھی رزق نکالتے ہیں۔ اور آسمان سے بھی رزق نازل کرتے ہیں۔ صرف

اخلاص کی ضرورت

ہوتی ہے۔ مجھے نظر آرہا ہے۔ کہ کل۔ پرسوں۔ اترسوں اور اس کے بعد کی حالت آج سے زیادہ بدتر ہوگی۔ اگر آپ لوگ سمجھ جائیں گے۔ تو حالت بہتر ہو جائے گی۔ ورنہ اور بھی خراب ہوگی۔

میں ناظروں کو بار بار توجہ دلا رہا ہوں۔ کہ قیمتوں کے گرنے سے ہماری آمد میں فرق پڑ جائے گا۔ ہماری جماعت کے چندہ دینے والوں میں سے ۸۰ فی صدی زمیندار ہیں۔ اور یہ صاف ظاہر ہے۔ کہ جب چالیس روپے فی من کپاس بکے گی۔ تو زمینداروں کا چندہ اور ہوگا۔ اور جب کپاس کی قیمت آٹھ دس پر آجائیگی۔ تو ان کا چندہ اور ہوگا۔ ہمارا چندہ چھ سات لاکھ سے یکدم گیارہ لاکھ تک پہنچ گیا تھا۔ اس کی وجہ یہی تھی۔ کہ چندہ دینے والوں کی آمدیں بڑھ گئی تھیں۔ پھر قیمتیں بڑھ جانے کی وجہ سے گورنمنٹ نے بھی تنخواہوں کے ساتھ مہنگائی الاؤنس بڑھا دئے تھے۔ اس لئے آمد بڑھ گئی۔ اب اگر قیمتیں گر جائیں گی۔ تو ہماری آمد بھی گرے گی۔ لیکن ہمارے خرچ میں کوئی بچت نہیں۔ زیادہ سے زیادہ ہم مہنگائی الاؤنس کاٹیں گے۔ سو وہ پہلے ہی قریباً نہ ہونے کے برابر ہے۔ ہمارا خرچ پچاس ہزار روپیہ ماہوار کے قریب ہے۔ اگر چندہ گرا۔ اور ہم نے مہنگائی الاؤنس کاٹ بھی دیا۔ تو تین چار ہزار روپیہ ماہوار کی کمی ہو جائیگی۔ لیکن اگر بجٹ میں ساڑھے چار لاکھ روپیہ کی کمی آگئی۔ تو ہمیں ۱۰۰ روپے میں سے صرف ساٹھ روپے ملیں گے۔ میں کئی سال سے توجہ دلا رہا تھا۔ کہ ہمارا بجٹ زیادہ ہو رہا ہے۔ شوریٰ میں ہم نے بجٹ کو گرایا ہے۔ تیرہ لاکھ روپیہ کا بجٹ پیش ہوا تھا۔ اور ہم نے کاٹ کر اسے ساڑھے دس لاکھ روپیہ کر دیا۔ محکموں کی طرف سے رقوم بازی ہو رہی تھی۔ کہ ہمارا بجٹ ٹھیک تھا۔ فائینانس کمیٹی والوں نے کم کر دیا ہے۔ لیکن باوجود اس کے کہ فائینانس کمیٹی نے اور پھر میں نے بجٹ کم کر دیا تھا۔ آپ لوگوں کو عید سے قبل تنخواہیں نہیں مل سکیں۔

پس ہمارے سارے حالات ایسے ہیں۔ کہ جب تک ہم سر جوڑ کر کام نہ کریں۔ ہم ان سے نجات حاصل نہیں کر سکتے۔ سکول کی عمارت ہے۔ ہیڈ ماسٹر صاحب کہتے تھے۔ ہمیں سکول بنا دیں۔ کچی عمارت ہی بنا دیں، میں اسکی منظوری لے دونگا۔ ہیڈ ماسٹر صاحب بیمار تھے۔ وہ ہمارے عزیز ہیں۔ میں انہیں دیکھنے کیلئے گیا۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ آپ جیسا بھی ہو۔ سکول بنوا دیں میں محکمہ سے آپ منظور کروا لوں گا۔ لیکن اب سکول کی طرف سے مطالبات بڑھ رہے ہیں۔ کہ یہ بنوا دو ایسا بنوا دو۔ ہمیں سب سے زیادہ نوٹس سکول ہی دیا کرتا ہے۔ کہ اگر فلاں مدد نہ دی جائے تو سکول کی ایڈ (Aid) بند ہو جائیگی۔ اور

حالت یہ ہے

کہ ایڈ پانچ ہزار روپیہ سالانہ ہے۔ تو خرچ ایک لاکھ روپیہ سالانہ ہے۔ اگر سارے محکمے ایسا کریں۔ تو پھر بنے گا کیا۔ آخر وہ یہ گر بھی بتائیں کہ کام کیسے ہو۔ بعض لوگ میرے پاس مشورہ کے لئے آتے ہیں کہ مخالفت بہت زیادہ ہے میں موجودہ گاؤں میں یا شہر میں نہیں رہ سکتا تجارت بند ہو گئی ہے۔ لوگ باہر جانے کے لئے مشورہ دیتے ہیں۔ میں باہر نہیں جا سکتا۔ اور تجارت کے سوا اور کوئی کام بھی نہیں کر سکتا۔ اب حضور سے مشورہ لینے آیا ہوں۔ کہ اب کیا کروں۔ میں کہتا ہوں کہ رستے تو تم نے سب بند کر دیئے ہیں۔ میں مشورہ کیا دوں۔ تجارت چلتی نہیں۔ تجارت کے سوا آپ کوئی کام نہیں کرنا چاہتے۔ اور اپنے شہر میں آپ کام کر نہیں سکتے اور باہر بھی آپ جانا نہیں چاہتے۔ تو میں مشورہ کیا دوں یہ تو ایسی ہی بات ہے۔ جیسے کوئی کہے۔ کہ میں ایک جگہ بند ہوں۔ سوراخ کوئی ہے نہیں۔ اور سیمنٹ لگا ہوا ہے۔ رستے سب بند ہیں۔ آپ بتایئے۔ کہ اب میں کس طرح نکلوں آخر محکمے والے بتائیں تو سہی۔ کہ میں کیا کروں یہی کہ سکول بند کر دیا جائے۔ یا وہ مجھے کوئی اور رستہ بتائیں۔ علی گڑھ والے جانتے ہیں۔ اور تین چار لاکھ روپیہ چندہ اکٹھا کرکے لے آتے ہیں۔ جس سے کالج وغیرہ چلتا رہتا ہے۔ لیکن تم لوگ یہ کام بھی نہیں کرتے۔ اخراجات تو مانگتے ہو۔

کوئی ترکیب بھی تو بتاؤ

کہ وہ اخراجات کہاں سے لائے جائیں۔ ادھر کالج والے کہتے ہیں۔ کہ فلاں خرچ ضرور کرنا ہوگا۔ ورنہ یونیورسٹی کالج بند کر دے گی۔ آخر وہ خرچ ضروری ہے تو آمد پیدا کرنے کے متعلق بھی تو مشورہ دینا چاہیئے۔ وہ خود کچھ نہیں کرنا چاہتے صرف ہم سے کہلوانا چاہتے ہیں کہ کام بند کر دو مشہور ہے کہ

قیصر جرمنی کا ایک گھوڑا

تھا۔ جو اسے بہت پیارا تھا۔ ایک دن گھوڑا بیمار ہو گیا۔ ڈاکٹر اس کا علاج کرتے رہے۔ لیکن آرام نہ آیا۔ ایک عرصہ کے بعد قیصر نے ڈاکٹروں کے چہروں سے معلوم کیا کہ وہ گھوڑے کی صحت سے مایوس ہیں۔ اس نے اپنے مصاحبوں سے کہا تم جتنا خرچ ہو سکتا ہے کرو۔ لیکن گھوڑا اچھا ہو جائے۔ اگر میرا گھوڑا مر گیا۔ تو مجھے سب سے پہلے جو خبر دے گا۔ میں اسے پھانسی دے دونگا اور اگر کسی نے خبر نہ دی۔ تو سب کو پھانسی دے دوں گا۔ ڈاکٹروں نے بہتیرا زور لگایا۔ لیکن گھوڑا مر گیا۔ بادشاہ کا ایک چہیتا نوکر تھا۔ مصاحبوں نے اس سے کہا۔ کہ تم بادشاہ کے پاس جاؤ۔ اور اس سے کہو کہ اس کا گھوڑا مر گیا ہے۔ اس نے کہا کیا میں نے مرنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہم سے کسی نے بادشاہ کو خبر نہ دی۔ تو وہ سب کو پھانسی دے دیگا لیکن تم اسکے چہیتے نوکر ہو۔ اگر تم جاؤ تو شاید اسے تم پر رحم آجائے اور وہ یہ سزا معاف کر دے اس نے کہا اچھا میں جاتا ہوں۔ چنانچہ وہ بادشاہ کے پاس گیا۔ بادشاہ نے اس سے دریافت کیا کہ گھوڑے کا کیا حال ہے۔ اس نے کہا حضور گھوڑے کو اب بالکل آرام ہے۔ وہ بالکل خاموش پڑا ہے۔ وہ اب کوئی حرکت نہیں کرتا۔ نہ کان ہلاتا ہے نہ دم ہلاتا ہے۔ نہ چیخیں مارتا ہے نہ سانس لیتا ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ اس کا تو یہ مطلب ہے۔ کہ گھوڑا مر گیا ہے۔ اس نوکر نے کہا حضور میں نے نہیں کہا کہ

گھوڑا مر گیا ہے

آپ نے خود فرمایا ہے کہ گھوڑا مر گیا ہے۔ ان لوگوں کا بھی یہی حال ہے۔ یہ خود تو کہتے نہیں۔ مجھ سے کہلوانا چاہتے ہیں۔ تاکہ ان کی نیک نامی رہے مگر یہ طریق غلط ہے۔ اگر تم مل کر کام کرو گے تو کچھ بنے گا۔ اگر تم میں سے ہر ایک مخالف سمت میں رسہ کشی کریگا تو کام نہیں چلے گا۔ ممکن ہے کہ ہمیں سارا کام بند کرنا پڑے۔ کیونکہ روپیہ ہو گا۔ تو کام ہوگا ورنہ ہمارا کیا ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام والا کام شروع کر دیں گے کہ کوئی مہمان آگیا۔ تو آپ نے گھر سے کھانا کھلا دیا۔ پانچ سات آدمی رکھ لئے۔ جو خطوں کا جواب دیتے رہے اور اس قدر اخراجات ضرور مہیا ہو جائیں گے۔ نہ ناظر رہیں گے۔ اور نہ کلرک جب جماعت کے لوگ ہمیں کام کرتا ہوا دیکھیں گے۔ تو وہ اس سے زیادہ روپیہ میرے ہاتھوں میں رکھ دیں گے۔ مجھے مانگنے کی بھی کوئی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ پس تم کوئی صحیح ذریعہ اختیار کرو۔ ورنہ

یاد رکھو

تم پچھتاؤ گے۔ پچھتاؤ گے۔ پچھتاؤ گے

تحریک جدید دفتر اوّل کے اٹھارھویں سال کا چندہ

۲۹ رمضان المبارک تک سو فیصدی ادا کرنیوالے مجاہد

(فہرست ۱۴)

ہر جماعت کے ذمہ دار امیر یا پریذیڈنٹ سیکرٹری مال اور سیکرٹری تحریک جدید کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ ہر جماعت بحیثیت جماعت اپنے وعدوں کی مجموعی رقم کا کم سے کم ۷۰-۸۰ فی صدی ۳۱ جولائی تک ادا کرے جن جماعتوں کے وعدوں کی ادائیگی ۷۰-۸۰ فیصدی ہو جائے گی۔ ان کے نام معہ وعدہ وصولی حضور میں پیش کئے جائیں گے اور ان کے کارکنوں کے نام بھی نیز ان دوستوں کے نام بھی جو ۳۱ جولائی تک اپنے وعدے سو فیصدی پورے کریں گے۔ اور یہ فہرست انشاء اللہ اخبار میں شائع بھی کر دی جائے گی۔

۲۹ رمضان المبارک تک کی جو فہرست شائع ہو رہی ہے۔ اس میں بعض احباب نے اپنے اوپر خاص تنگی کرکے اور اپنے پیٹ کاٹ کر تحریک جدید کا چندہ نہ صرف سال ۱۸ کا ہی ادا کر دیا ہے۔ بلکہ بعض نے باوجود یکہ ان پر گذشتہ سالوں کا بھی کافی بقایا تھا۔ وہ بقایا بھی ادا کر دیا ہے۔ چنانچہ صاحبزادی امۃ الحکیم بیگم صاحبہ نے سندھ سے اپنا سال ۱۵ کا ۱۰۲/- سال ۱۶ کا ۱۰۳/- سال ۱۷ کا ۱۰۴/- اور سال ۱۸ کا ۱۰۵/- کل ۴۱۴/- ادا فرمایا۔ جزاہا اللہ احسن الجزاء

قریشی بشیر احمد صاحب سیکرٹری تحریک جدید شیخوپورہ اپنی اہلیہ صاحبہ اور اپنی طرف سے سال ۱۱ تا سال ۱۸ تک کا چندہ جو ۳۶۸/- روپیہ تھا انہوں نے گذشتہ سال ۱۶۷/- اور اس سال ۱۶۱/- ادا کر کے سال ۱۸ تک اپنا حساب مکمل کر لیا۔

وہ احباب جن کے ذمہ بقایا ہے وہ بقایا اپنے چندہ سال ۱۸ کے ساتھ ہی ادا کر دیں تو زیادہ اچھا ہے۔ فہرست یہ ہے:-

نام	رقم
صاحبزادی امۃ الباسط صاحبہ ربوہ	۶۸/-
صاحبزادی امۃ الحکیم بیگم صاحبہ سندھ	۱۰۵/-
صاحبزادی امۃ المجید صاحبہ ربوہ	۲۸/۸/-
صاحبزادی امۃ السلام صاحبہ بیگم، و نواب مرزا رشید احمد صاحب	۲۱۳/-/-
سیدہ بیگم صاحبہ صاحبزادہ	

نام	رقم
چوہدری کاشف احمد صاحب کانپوری از مرحوم والد صاحب شعبہ منزل کراچی	۱۴/۸/-
شیخ سردار محمد صاحب جیکب لائن کراچی	۵۰/-/-
سید عبد القیوم صاحب روہڑی	۴۶/۸/-
ڈاکٹر شیخ احمد الدین صاحب گنری	۷۲/-
چوہدری مبارک علی صاحب مرحوم جمیس آباد	۹/-/-

(باقی صفحہ آخری کالم)

قیمت اخبار بذریعہ منی آرڈر بھجوا دیا کریں — وی پی کا انتظار نہ کیا کریں

درخواست ہائے دعا

۱- میری والدہ صاحبہ مسماۃ نیک بی بی صاحبہ کا پتہ جس کے اندر متعدد پتھریاں تھیں ۲۸ اکتوبر ڈاکٹر امیر الدین صاحب نے میو ہسپتال میں بذریعہ اپریشن پتہ نکال دیا تھا۔ اب پانچ دن اپریشن کو گذر چکے ہیں۔ اس وقت صحت بتدریج ترقی کر رہی ہے احباب سلسلہ سے درخواست دعا کہ حضرت والدہ صاحبہ کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپریشن سے جلد صحت عطا فرماویں اور ایک لمبی عمر گذارنے کی توفیق بخشے جو اپنے خاندان اور سلسلہ کے لئے مفید ہیں۔

خاکسار- ڈاکٹر غلام مصطفیٰ از — لاہور

۲- میری چار سالہ بچی بشریٰ کو گرنے سے بازو پر سخت چوٹ آئی ہے۔ اور کہنی کا جوڑ اتر گیا ہے احباب جماعت سے دعا کی التجا ہے مولا کریم صحت عطا فرمائیں۔ اور جوڑ ٹھیک طور پر لگ جائے۔

(سید محمد محسن شاہ اکاؤنٹنٹ نصرت آباد اسٹیٹ ضلع تھرپارکر سندھ)

(بقیہ صفحہ ۶)

میاں محمد احمد خان صاحب — ۴۰/-

ماسٹر علی محمد صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ دفتر تالیف — ۳۰/۱/-

چودھری عبد العزیز صاحب بھڑوہ — ۳۰/-/-

عبد الرحمٰن خان صاحب شاہ جہانپوری ماڈل ٹاؤن — ۲۸/-

مرزا محمد صدیق بیگ صاحب قصور — ۵۸/-

قریشی بشیر احمد صاحب سیکرٹری تحریک جدید شیخوپورہ — ۳۱/-

محترمہ اہلیہ صاحبہ 〃 〃 — ۱۷/-

مولوی عبد الرحمٰن صاحب دیہاتی مبلغ آنبہ — ۱۳/۲/-

ڈاکٹر خیر الدین صاحب ویٹرنری سیالکوٹ — ۴۳/-

چودھری خان محمد صاحب چک ۴۲ شمالی — ۶۰/-

میاں صالح محمد صاحب و علی محمد صاحب پنڈی بھٹیاں — ۱۸/۸/-

نواب الدین صاحب و لد صاحب دین صاحب [illegible] — ۶/۲/-

ملک عبد المغنی صاحب امیر جماعت محمود آباد — ۳۲/-

بابو محمد حیات صاحب منٹگمری — ۵۸/-

چودھری باغ الدین صاحب چک ۳۰ ای بی — ۷۱/-

میاں خدا بخش صاحب سیکرٹری مال علی پور ملتان — ۱۲/-

〃 غلام احمد صاحب 〃 〃 — ۱۲/-

ڈاکٹر غلام اللہ صاحب تنکار پور کالونی کراچی — ۱۴۰/-

محترمہ اہلیہ صاحبہ 〃 〃 — ۹۶/-

کیپٹن سید افتخار حسین صاحب کراچی معہ والدہ محترمہ — ۲۰۰/-/-

محمد شفیع خان حلقہ گولی مار کراچی — ۱۳۷/-

والدہ صاحبہ سید شرافت حسین صاحب 〃 — ۹/-/-

حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ میجر شمیم احمد صاحب 〃 — ۱۵/-

محترمہ امۃ اللہ صاحبہ بیگم محمد اشرف صاحب 〃 — ۱۹/-

محترمہ رسول بی بی اہلیہ چودھری عبد الغفور صاحب 〃 — ۱۸/-/۱۱

چودھری شریف احمد صاحب احمد آباد اسٹیٹ — ۳۵/-

پیر عبد الرحمٰن صاحب کوئٹہ — ۲۷/-

ڈاکٹر بشیر احمد صاحب شاد — ۱۲/۸/-

وارنٹ افیسر محمد الدین صاحب — ۲۱/۸/-

سید ابراہیم ہلی صاحب سارٹن روڈ کراچی — ۳۰/-/-

مرزا محمد لطیف صاحب چغتائی لارنس روڈ کراچی — ۱۰۰

بوٹے خان صاحب چک ۲۸۵ منٹگمری — ۵/-

ڈاکٹر عبد الغفور خان صاحب گرینڈ لاہور — ۱۱/-

چودھری محمد اسحٰق صاحب چک ۵-۵ ملتان

چودھری عبد المنان خان صاحب — ۶/۴

منشی فضل الدین صاحب کنری — ۳۰/-

چودھری عبد الرحیم صاحب چک ۹۰ / ۱۳ — ۱۸/-

〃 چودھری نقیر محمد صاحب 〃 — ۱۵/۱۲

چودھری خان محمد صاحب چک ۴۲ شمالی — ۴۰/-

ہاجرہ بی بی صاحبہ ادرحمہ — ۲۱/۴/

چودھری نواب خان صاحب کڑہ گجرات — ۱۹/۶

ڈاکٹر نور الدین صاحب پدولی — ۳۲/۸

چودھری احسان اللہ صاحب احمد آباد اسٹیٹ — ۳۰/-

اہلیہ صاحبہ 〃 〃 — ۱۸/-

سید عبد الرزاق صاحب محمود آباد اسٹیٹ — ۱۳۶/-/-

چودھری محمد سعید صاحب محمد نگر سندھ — ۶۸۵/-

عبد اللطیف صاحب مہر — ۳۷/۸/-

منشی غلام رحمٰن صاحب چھانگا مانگا — ۱۰/۸/-

ڈھاکہ کی ایک رقم ۷/۹۰ روپے کی ملی ہے۔ مگر اس کا ایک حصہ ابھی آنے والا ہے۔ اس لئے آنے پر تفصیل درج ہو سکتی ہے۔ اس لئے بقیہ رقم پورا کرنے والے دوستوں کے نام پوری رقم ملنے پر شائع ہوں گے۔

حکیم نور محمد صاحب ٹنڈو غلام علی سندھ — ۱۱/-

قاضی اکبر محمود صاحب اور سیر لاہور — ۱۹۰/-

شیخ عبد اللطیف صاحب لاہور — ۸/-

بیگم ڈاکٹر رفیق احمد صاحب مچھ — ۶۶/-

چودھری عصمت اللہ صاحب گڑھا جٹاں گجرات — ۵۲/-

ڈاکٹر سید امتیاز حسین صاحب پاکپٹن — ۵۰/-

منشی غلام محمد صاحب سعد اللہ پور — ۱۸/-

محمد نبی صاحب راجہ جنگ لاہور — ۳۲/-

شیخ محمد الدین صاحب دیپال پور — ۳۰/-

ڈاکٹر عبد المجید خان صاحب منیجر قلات — ۱۰۷/-

چودھری ضیاء الحق صاحب چک ۹۹ گ ب — ۱۸/-

کیپٹن محمد اسلم صاحب راولپنڈی — ۱۳۰/-

والدہ فیض الرحمٰن صاحب 〃 — ۱۰/-

ملک خدا بخش صاحب شاہ پور صدر — ۶۶/۸/-

اہلیہ صاحبہ 〃 — ۲۴/-

چودھری جان محمد صاحب ریوے — ۲۰/-

چودھری کافر مزالدین صاحب عزیز پور دگری — ۱۲/۱۲

چودھری غلام حیدر صاحب سوک کلاں — ۳۱/-

چودھری محمد بشیر صاحب سوک کلاں — ۱۱/-/-

سید داؤد احمد صاحب ربوہ — ۴۲/-

راجہ شاہ سوار صاحب نورنگ گجرات — ۱۷/۱۲/-

اہلیہ صاحبہ سید سردار حسین شاہ صاحب عارف والا — ۲۳

امۃ المجید بیگم صاحبہ اہلیہ ملک محمود احمد خان صاحب قلعہ گوجر سنگھ لاہور — ۴۰/-

میاں غلام فرید صاحب مرحوم اور رحمہ — ۸/۸/

میاں محمد صدیق صاحب گیانی کلاس والہ — ۶/۱۰

شہنشاہ ایران نے ڈاکٹر مصدق کو نئی حکومت بنانے کا اختیار دیدیا

قوام السلطنت فرار ہونے کی فکر میں ہیں۔ انکی روانگی روکنے کے لئے ہدایتیں جاری کر دی گئیں

تہران ۲۲ جولائی۔ ایرانی مجلس کی منظوری کے بعد شہنشاہ ایران نے ڈاکٹر مصدق کو نئی حکومت بنانے کا اختیار دے دیا ہے۔ اس سے پہلے آج مجلس نے ڈاکٹر مصدق کے حق میں اس بات کا فیصلہ دیا۔ کہ انہیں نئی حکومت بنانے کی دعوت دی جائے ۶۴ ممبروں نے ڈاکٹر مصدق کے حق میں رائے دی۔ مخالفت میں کسی نے ووٹ نہیں ڈالا۔ البتہ تین ممبروں نے رائے شماری میں حصہ نہیں لیا۔ ان میں ایوان کے اسپیکر بھی شامل تھے۔ کل کے فسادات میں جو ۳۲ شہری ہلاک ہوئے ہیں۔ ان کی تحقیقات کرنے کے لئے مجلس نے ایک خاص کمیٹی بھی مقرر کی۔ یونائیٹڈ پریس آف امریکہ کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ تہران [illegible] نے استعفیٰ دے دیا ہے بعض غیر مصدقہ اطلاعات کے مطابق سابق وزیراعظم قوام السلطنت ڈاکٹر مصدق کے حامیوں سے بچنے کے لئے فرار ہونے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ لیکن ان کی روانگی کو روکنے کے لئے ہدایتیں جاری کر دی گئی ہیں۔

بات چیت اس وقت تک شروع نہیں کی جائیگی جب تک برطانیہ شاہ فاروق کا نیا لقب تسلیم نہ کرے

سابق وزیراعظم ہلالی پاشا نے مصر میں نئی کابینہ مرتب کر لی

قاہرہ ۲۲ جولائی۔ مصر میں حسین سری پاشا کے مستعفی ہونے کے بعد اب سابق وزیراعظم ہلالی پاشا نے دوبارہ کابینہ مرتب کی ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ شاہ فاروق آج رات نئی کابینہ سے حلف الوفاداری لیں گے۔ آج ہلالی پاشا نے اعلان کیا ہے۔ کہ میری حکومت کی وہی پالیسی ہوگی۔ جو پچھلی حکومت کی تھی۔ بی بی سی کے نامہ نگار مقیم قاہرہ کا کہنا ہے۔ کہ مصر کی نئی حکومت برطانیہ کے ساتھ اس وقت تک بات چیت شروع نہیں کرے گی۔ جب تک کہ برطانیہ نہر سویز کے علاقہ سے اپنی فوجیں نہ ہٹالے۔ اور شاہ فاروق کو مصر کے علاوہ سوڈان کا بادشاہ بھی تسلیم نہ کر لے۔ نیز معلوم ہوا ہے۔ کہ اس عرصہ میں سوڈان کے عبد الرحمٰن المہدی پاشا کا وفد حکومت مصر کے ساتھ بات چیت جاری رکھے گا۔ تاکہ سوڈان کے مستقبل کے بارے میں کوئی سمجھوتہ ہو سکے۔

مشہور افغانی جاسوس گرفتار کر لیا گیا

پشاور ۲۲ جولائی۔ کابل کی حکومت کے مشہور جاسوس علائی محمد یعقوب خاں کو سوات کے علاقہ میں اس کے ساتھیوں سمیت گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اس کے قبضے سے پاکستان کے خلاف جھنڈے اور بعض دوسری چیزیں برآمد ہوئی ہیں۔ گرفتاری کے بعد اسے پولیٹیکل ایجنٹ کے حوالے کر دیا گیا۔

۱۳ کروڑ آدمیوں کے پاس رہائش کیلئے مکان نہیں ہیں

کراچی ۲۲ جولائی۔ اقوام متحدہ کے حلقوں سے پتہ چلا ہے۔ کہ اقتصادی کمیشن برائے ایشیا و جنوب مشرقی ایشیا ان علاقوں میں رہائش کے زبردست مسائل کو خاطر خواہ طریق پر حل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ چنانچہ اس غرض کے تحت نومبر کے وسط میں کمیشن کا اجلاس ہو رہا ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے۔ کہ ان علاقوں میں ۱۳ کروڑ آدمیوں کے پاس مکان نہیں ہیں۔ رہائشی مکانات کی قلت کے سلسلے میں کراچی کلکتہ۔ رنگون اور منیلا کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ کمیشن کے اجلاس سے قبل رہائشی مسئول کے دو بین الاقوامی ماہر پاکستان اور دوسرے ایشیائی ملکوں کا دورہ کریں گے۔

بین الاقوامی عدالت کا فیصلہ

ہیگ ۲۲ جولائی۔ ہیگ کی بین الاقوامی عدالت ایرانی تیل کے قضیہ کے متعلق اس بارے میں آج اپنے فیصلے کا اعلان کر دے گی۔ کہ اسے اس معاملے کی سماعت کا اختیار ہے یا نہیں۔

ملتان میں صورت حال رفتہ رفتہ بہتر ہوتی جارہی ہے

لاہور ۲۲ جولائی۔ ملتان سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ مقامی حکام نے جلسے اور جلوسوں پر دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی ہے۔ ۱۹ تاریخ کے واقعہ کے بعد سے جو دوکانیں بند تھیں۔ ان میں سے کچھ دوکانیں اب کھل گئی ہیں۔ صورت حال اب رفتہ رفتہ بہتر ہوتی جارہی ہے۔ لاہور ہائی کورٹ کے جسٹس ایم۔ آر کیانی جنہیں اس واقعہ کی تحقیقات کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ کل لاہور سے ملتان روانہ ہو رہے ہیں۔ (ریڈیو پاکستان)

ہندوستان کے ساتھ نئے تجارتی معاہدے کے مذاکرات

کراچی ۲۲ جولائی۔ ہندوستان اور پاکستان کے درمیان نیا تجارتی معاہدہ کرنے کے سلسلے میں دونوں حکومتوں کے نمائندوں کی کل سے نئی دہلی میں کانفرنس شروع ہو رہی ہے۔ پاکستانی وفد جس کی قیادت وزارت تجارت کے سیکرٹری مسٹر کرامت اللہ کر رہے ہیں۔ ان مذاکرات میں شرکت کرنے کے لئے آج کراچی سے نئی دہلی روانہ ہو گیا۔

حیدرآباد ۲۲ جولائی۔ سکھر بند کی مرمت کا کام اس مہینے کے آخر تک مکمل ہو جائے گا۔ اس کی مرمت پر ایک کروڑ ۱۲ لاکھ روپے خرچ ہوئے ہیں۔

پاکستان میں بیرونی ممالک سے ۹۰ ہزار ٹن گیہوں درآمد کرنے کے انتظامات

ملک میں پچھلے سال کی نسبت غذائی صورت حال بہت بہتر ہو چکی ہے

کراچی ۲۲ جولائی۔ پاکستان میں ۹۰ ہزار ٹن گندم درآمد کرنے سے اب خوراک کی حالت بہتر ہو گئی ہے۔ وزیر خوراک پیرزادہ عبد الستار نے آج یہاں ایک پریس کانفرنس میں اس امر کا انکشاف کرتے ہوئے بتایا کہ پچھلے دنوں ہندوستان کے ساتھ چاول کے بدلے گندم حاصل کرنے کا جو سمجھوتہ ہوا تھا اس کے تحت ۹۳ ہزار ٹن گیہوں میں سے ۲۰ ہزار ٹن پاکستان پہنچ چکا ہے۔ باقی بھی عنقریب پہنچ جائے گا۔

اسی طرح ترکی سے بھی ۵۰ ہزار ٹن گندم خریدی گئی ہے۔ نیز بعض دوسرے ملکوں سے بھی گندم درآمد کرنے کے انتظامات کئے جا رہے ہیں۔ وزیر خوراک نے ذخیرہ بازوں کو بھی خبردار کیا کہ انہیں گیہوں چھپا کر رکھنے سے قطعاً کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکے گا کیونکہ بیرونی منڈیوں میں ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں کہ پاکستان جتنا گیہوں چاہے آسانی حاصل کر سکتا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اب ذخیرہ بازوں نے خود ہی اپنے ذخیرے نکالنے شروع کر دیئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اب ہر جگہ منڈیوں میں کافی مقدار میں گیہوں پہنچ رہا ہے اور قیمتوں میں بھی اسی نسبت سے کمی ہوتی جارہی ہے۔

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے وزیر خوراک نے کہا کہ اناج کی موجودہ قلت عارضی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ گذشتہ فصل کے موقعہ پر مغربی پاکستان میں بارش نہیں ہوئی اور دریاؤں میں پانی کی سخت کمی رہی۔ صوبائی حکومتوں ریاستوں اور مرکزی اداروں نے فیصلہ کیا ہے کہ ملک میں زیادہ غلہ اگاؤ کی تحریک کو تیز کیا جائے تاکہ آئندہ پانچ سال میں ۲۰ فیصدی غلہ فاضل بچ سکے اور مخالف نوعیت کے قدرتی حالات کا بآسانی مقابلہ کیا جا سکے۔

احمدی مسلمانوں اور دوسرے مسلمانوں میں عقیدہ "ختم نبوت" میں کوئی اختلاف نہیں

(۱) مسلمان بھی مانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عیسیٰ نبی اللہ تشریف لائیں گے اور احمدی مسلمان بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔

(۲) یہاں تک احمدی مسلمانوں اور دوسرے مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہیں

(۳) دونوں کے عقیدوں میں صرف یہ اختلاف ہے کہ آیا موعود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو گئے یا نہیں۔ احمدی مسلمانوں نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو وہی موعود مان لیا ہے۔ دوسرے مسلمان نہیں مانتے۔

(۴) اس اختلاف کی وجہ سے جو محض واقعاتی ہے احمدی مسلمانوں کو جمہور اہل اسلام سے خارج نہیں کیا جا سکتا۔